عدل عمرؓ کے نام سے عمرو بن العاصؓ پر سب وشتم

پروفیسر محمد حمزہ نعیم

''اگر تو عمرو بن العاص کی پٹائی بھی کرتا تو میں تجھے منع نہ کرتا'' اس جملے کے پس منظر کی کہانی یہ ہے کہ امیر المومنین حضرت عمر بن خطابؓ نے مار کھانے والے قبطی لڑکے کو اپنا کوڑا پکڑایا اور حکم دیا کہ ''امیرِ مصر (عمرو بن العاصؓ) کے بیٹے کو مار اور اُس سے اپنا بدلہ لے۔'' یہ ایک مشہور روایت ہے مگر آیا یہ سچا واقعہ ہے یا نبی کی زبان سے کئی بار مرد مومن، مرد صالح کا خطاب پانے والے تین میں سے ایک مشہور ذہین وفطین سیاستدان فاتح مصر اور خلیفہ راشد حضرت عمرؓ کی طرف سے گورنر مصر اور خلیفہ راشد حضرت علیؓ اور قصاص عثمانؓ کا مطالبہ کرنے والے حضرت امیر معاویہؓ کے درمیان جنگ بندی کرانے والے دو میں سے ایک حضرت عمرو بن العاصؓ پر تبرا اور اُن کے بارے میں بدگوئی ہے؟

کئی دن سے یہ روایت ذہن میں کھٹک رہی تھی، تینتیس سال کی تدریسی کالج ملازمت کے دوران عربی نصاب میں شامل یہ کہانی بلاشبہ سیکڑوں سے زائد بار کالج طلباء کو پڑھائی۔ آج بھی یہ کہانی پاکستان کے سکول، کالج اور یونیورسٹی کتابوں میں دھڑلے سے پڑھائی جارہی ہے۔ موجودہ نصاب میں آٹھویں جماعت کی عربی کتاب میں بھی موجود ہے۔۔۔مگر نصاب میں موجود ہر رطب ویابس پڑھانا اُستاد کی ذمہ داری سمجھی جاتی ہے۔ عقل اور درایت سے کوئی کام نہیں لیتا، نہ پڑھانے والے، نہ نصاب بنانے والے اور نہ حکومت کے ذمہ داران۔ فالی اللّٰہ المشتکیٰ!

واقعہ یوں لکھا گیا ہے کہ امیر المومنین عمر بن خطابؓ کی خلافت کے دوران جب عمرو بن العاصؓ مصر کے گورنر تھے تو گورنر کے ایک بیٹے نے ایک قبطی (مصری) لڑکے سے گھڑ دوڑ میں شرط لگائی۔ قبطی لڑکا جیت گیا تو گورنر کے بیٹے نے اُس کی پٹائی کر دی اور کہا تو بڑے لوگوں کے بیٹے (ابن الاکرمین) سے کیسے جیت سکتا ہے؟ اُسے یقین تھا کہ وہ غریب قبطی لڑکا اُس سے بدلہ نہیں لے سکتا۔۔۔۔۔

قبطی لڑکے کا والد اپنے مضروب بیٹے کو لے کر مدینہ منورہ پہنچا اور حضرت عمرؓ کی خدمت میں یہ تمام واقعہ بیان کیا۔۔۔۔ حضرت عمرؓ نے عمرو بن العاص کو بیٹے سمیت مدینہ حاضر ہونے کا حکم دیا پھر جب سب لوگ حاضر ہو گئے تو امیر المومنین نے قبطی لڑکے کو کوڑا پکڑایا اور اُسے حکم دیا کہ وہ عمرو بن العاص کے بیٹے سے اپنی جان کا بدلہ لے۔ تو اُس نے اُسے خوب مارا یہاں تک کہ حضرت عمرؓ نے دیکھا کہ اُس نے اپنا حق پالیا ہے اور اپنے دل کی بھڑاس نکال لی ہے تو فرمایا اگر تو عمرو بن العاص کی پٹائی بھی کرتا تو میں تجھے منع نہ کرتا۔ (لوضربت عمرو ابن العاص مامنعتك) کیونکہ اُس لڑکے نے اپنے باپ کی طاقت کے گھمنڈ میں تجھے مارا ہے۔ پھر حضرت امیر المومنینؓ، گورنر مصر حضرت عمرو بن العاص کی

طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: تم نے کب سے لوگوں کو اپنا غلام سمجھا ہے جب کہ اُن کی ماؤں نے تو اُنہیں آزاد جنا ہے۔ (متیٰ استعبد تم الناس و قدولدتھم امھاتھم احراراً)(ابن عبدالحکم فتوح مصر ص ۲۹۰) یہ روایت کنزالعمال ۱۲/۶۶ میں ہے اور مولانا محمد یوسف دہلوی نے بھی اسے حیاۃ الصحابہ ج ۲، ص ۱۱۴ میں نقل کیا ہے)

قرآن کریم ایک ابدی اور لاریب کتاب ہے۔ قرآن اور اسلام کا نظام عدل کہتا ہے ''کسی کے جرم میں کوئی دوسرا نہیں پکڑا جائے گا نہ دنیا میں نہ آخرت میں'' (لا تزرُ وازرۃ وزراُخری) تو پھر عادل عمرؓ جیسے خلیفہ راشد، خلیفہ حق کیسے کہہ سکتے ہیں'' لوضربت عمروابن العاص مامنعتك ''(اگر تو عمرو بن العاص کی پٹائی بھی کرتا تو میں تجھے منع نہ کرتا۔)

بظاہر یہ قصہ عدل عمر کے خوبصورت نام سے ہے مولانا محمد یوسف دہلویؒ نے بھی عدل النبی و اصحابه کے خوبصورت عنوان سے لکھا ہے۔۔۔ دل میں بات آئی کہ ذرا اس روایت کی تحقیق کر لی جائے کیونکہ سرکار دو جہاں ﷺ نے فرمایا: عمرو بن العاص اور ہشام بن العاص دونوں بھائی مومن ہیں۔ دوسرے موقع پر فرمایا کہ یہ پورا خاندان مومن ہے۔ ایک اور موقع پر فرمایا کہ یہ صالح قریشی لوگوں میں سے ہے۔ ایک اور موقع پر فرمایا کہ یہ امرؤ صالح (نیک مرد) ہے۔ ایک اور موقع پر مدینہ کے لوگوں سے فرمایا: (ایسی پریشانی کے وقت میں) تم لوگوں نے اِس طرح کیوں نہ کیا جس طرح اِن دو مومن مردوں نے کیا (کہ تیغ بکف مسجد نبوی میں آکر بیٹھ گئے۔۔۔ اِن دو صحابہ میں سے ایک حضرت عمرو بن العاص تھے۔) ایک اور موقع پر اُن کو جہاد پر روانہ فرماتے ہوئے جہاد کی فضیلت اور مال غنیمت کا ذکر ہوا تو عرض کیا یا رسول اللہ! میں تو اللہ کی رضا کے لیے جہاد کروں گا مال غنیمت کے لیے نہیں۔ ارشاد نبوی ہوا ''اے عمرو! عمدہ مال (یعنی مال غنیمت) مرد صالح کے لیے لائق تعریف ہوتا ہے۔'' (نعم المال الصالح للرجل الصالح)۔(مسند امام احمد، مشکوٰۃ)

بیسیوں مواقع پر نبی مکرمؐ نے اُن کو جہاد میں بھیجا۔ جنگ ذات السلاسل کے موقع پر حضرات صدیق وفاروقؓ بھی اُن کی ماتحتی میں تھے جب فاتحانہ واپسی پر خود نبی مکرم ﷺ نے مدینہ سے باہر تشریف لا کر ان کا استقبال کیا تھا۔ پھر خلافت صدیق وفاروق وغنی میں اُن کو جہاد کی اہم ذمہ داریاں دی گئیں۔ فراست فاروقی مشہور عالم ہے اور خود حضرت عمرو بن العاص کے بیٹے عبداللہ بن عمروؓ ''السابقون الاولون'' صحابہ میں سے ہیں اور چھے مشہور و معروف عبادلہ میں سے ہیں، کہیں ایسا تو نہیں کہ بغیر نام لیے انہی عبداللہ بن عمرو کو نشانہ بنانا مقصود ہو؟ اگر کسی اور بیٹے کا بھی ذکر ہو تو پھر بھی وہ خود تین دھاۃ العرب (عرب کے چوٹی کے تین ذہین وفطین بے مقابلہ رہنماؤں اور داناؤں) میں شامل ہیں۔ (وہ تینوں ہیں امیر معاویہؓ، مغیرہ بن شعبہؓ اور عمرو بن العاص رضی اللہ عنہم)۔ لسانِ وحی ترجمان سے اتنے بے شمار فضائل کے علاوہ شہادت عثمان ذی النورینؓ کے بعد جب امیر المومنین حضرت علیؓ اور طالبین قصاص عثمانؓ، سیدنا امیر معاویہؓ اور اُن کے ساتھیوں کے مابین منافقوں کی بھڑکائی ہوئی جنگ کی آگ کو ٹھنڈا کرنے کی کوشش کا موقع آیا تو حکمین کے طور پر حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ کے ساتھ یہی عمرو بن العاصؓ صلح کراتے نظر آتے ہیں اور پھر انہی حکمین کی کوششوں سے حضرت علیؓ اور حضرت امیر معاویہؓ کے درمیان جنگ بند ہو گئی اور اہل اسلام نے حضرت علیؓ کی سربراہی میں منافقین خارجیوں وغیرہ کے خلاف قدم اُٹھایا۔۔۔

اسی کا تدبر ہی کام آ گیا تھا کہ اسلام دنیا پہ پھر چھا گیا تھا

مذکور بالا روایت میں دیگر سقم اور انقطاع کے علاوہ ایک سقم یہ بھی ہے کہ حضرت عمرؓ سے کہلوایا جا رہا ہے کہ ''تو اگر حضرت عمرو بن العاص کی پٹائی بھی کرتا تو میں نہ روکتا'' حیاۃ الصحابہ کے حوالۂ مذکورہ کے مطابق فرمایا: ''اب تو عمرو بن عاص کی چندیا پر مار'' لیکن آگے سے قبطی لڑکے نے کہا ''امیر المؤمنین! مجھے تو اس کے لڑکے نے مارا تھا اور میں نے اس سے بدلہ لے لیا ہے'' اہل عقل وفہم سوچیں، قصور بیٹے کا ہے، اس سے بدلہ لیا جا چکا ہے اور مظلوم نے جی بھر کے کوڑے برسائے ہیں۔اس بدلہ لئے جانے کے بعد حضرت عمرؓ اس کے باپ کی چندیا پر مارنے کا حکم فرما رہے ہیں۔کیا یہ عدلِ عمر کی نشاندہی ہے یا عدلِ عمر پر سب وتبرا؟

ع ہوئے تم دوست جس کے دشمن اس کا آسماں کیوں ہو؟

اعدائے اسلام اور معاندین صحابہ نے ایسی ایسی روایتیں گھڑی ہیں کہ منقش خوبصورت سانپ کی طرح اُن کا ظاہر بے حد خوبصورت لیکن اُن کے اندر زہر ہی زہر ہے۔مثال کے طور پر یہی روایت ہے جسے ابن الحدید نے شرح نہج البلاغہ میں یوں لکھا ہے کہ حضرت عمرو بن العاص نے قبطی کو قید میں ڈال دیا تاکہ وہ امیر المؤمنین حضرت عمرؓ تک شکایت نہ پہنچا سکے لیکن وہ کسی طرح قید سے نکل بھاگا اور حضرت عمرؓ تک جا پہنچا۔۔۔۔۔۔۔جبکہ دوسری روایات میں حضرت عمرو بن عاصؓ نے حضرت عمرؓ کے سامنے کہا کہ نہ مجھے اس واقعے کا علم ہوا، نہ میرے پاس شکایت پہنچی (ورنہ میں اس کو بدلہ دلواتا)۔

تحقیق القصہ :اِس روایت کی سند منقطع اور بیہودہ ہے اور یہ انقطاع ابتداء ہی میں ابن عبدالحکم کے نام کے متصل بعد ساتھ ہی موجود ہے۔

درج ذیل ایڈریس پر اس روایت سے متعلق مزید تحقیقات دیکھی جا سکتی ہیں:

hhttp://www.ahlalhadeeth.com/vb/showthread.php?t=373085

hhttp://www.khaledabdelalim.com/home/play-2008.html

اے فاتحِ مصر وافریقہ! اے صاحبِ رسول!

مصر میں زندہ ہے تیرے نام کی خوشبو ابھی نیل کے دونوں کناروں پر کھڑا ہے تو ابھی

تیرے دم سے جو ہوئے تھے آشنا اسلام سے مصر وافریقہ کے وہ باسی ہیں قبلہ رو ابھی